داستان تیاری میں باغ کے

مے ارغوانی پلا ساقیا
کہ تعمیر کو باغ کے دل چلا

دیا شہ نے ترتیب اک خانہ باغ
ہوا رشک سے جس کے لالہ کو داغ

عمارت کی خوبی دروں کی وہ شان
لگے جس میں زربفت کے سائبان

چھتیں اور پردے بندھے زرنگار
دروں پر کھڑی دست بستہ بہار

کوئی دور سے در پہ اٹکا ہوا
کوئی رہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا

وہ مقیش کی ڈوریاں سربسر
کہ مہ کا بندھا جس میں تارِ نظر

چقوں کا تماشا تھا آنکھوں کا جال
نگہ کو وہاں سے گذرنا محال

سنہری مغرق چھتیں ساریاں
وہ دیوار اور در کی گلکاریاں

دیے ہر طرف آئینے جو لگا
گیا چوگنا لطف اس میں سما

وہ مخمل کا فرش اس کا ستھرا کہ بس
بڑھے جس کے آگے نہ پائے ہوس

رہیں کلغے اس میں روشن مدام
معطر شب و روز جس سے مشام

چھپر کھٹ مرصع کا دالان میں
چمکتا تھا اس طرح ہر آن میں

زمیں پر تھی اس طور اس کی جھمک
ستاروں کی جیسے فلک پر چمک

زمیں کا کروں اس کی کیا میں بیاں
کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیاں

بنی سنگ مرمر کی چوپڑ کی نہر
گئی چار سو اس کے پانی کی لہر

قرینے سے گرد اس کے سروِ سہی
کچھ اک دور دور اس سے سیب و بہی

کہوں کیا میں کیفیتِ دار و بست
لگائے رہیں تاک واں مے پرست

ہوائے بہاری سے گل لہلہے
چمن سارے شاداب تھے اور بھرے

زمرد کے مانند سبزے کا رنگ
روش پر جواہر لگا جیسے سنگ

روش کی صفائی پہ بے اختیار
گلِ اشرفی نے کیا زر نثار

چمن سے بھرا باغ گُل سے چمن
کہیں نرگس و گُل کہیں یاسمن

چنبیلی کہیں اور کہیں موتیا
کہیں رائے بیل اور کہیں موگرا

کھڑے شاخِ شبو کے ہر جا نشاں
مدن بان کی اور ہی آن بان

کہیں ارغواں اور کہیں لالہ زار
جُدی اپنے موسم میں سب کی بہار

کہیں جعفری اور گیندا کہیں
سماں شب کو داؤدیوں کا کہیں

عجب چاندنی میں گلوں کی بہار
ہر اک گُل سفیدی میں مہتاب دار

کھڑے سرو کی طرح چنپے کے جھاڑ
کہے تو کہ خوشبوئیوں کے پہاڑ

کہیں زرد نسریں کہیں نسترن
عجب رنگ کے زعفرانی چمن

پڑے آب جو ہر طرف کو بہے
کریں قمریاں سرو پر چہچہے

گلوں کا لبِ نہر پر جھومنا
اُسی اپنے عالم میں مُنہ چومنا

وہ جھک جھک کے گرنا خیاباں پر
نشے کا سا عالم گلستان پر

لئے ہاتھ میں بیلچے مالنیں
چمن کو لگیں دیکھنے بھالنیں

کہیں تخم پاشی کہیں گود کر
پنیری جما دیں کہیں کھود کر

کھڑے شاخ در شاخ باہم نہال
رہیں ہاتھ جوں مست گردن میں ڈال

لبِ جو پہ آئینے میں دیکھ قد
اکڑنا کھڑے سرو کا جد و مد

خراماں صبا صحن میں چار سُو
دماغوں کو دیتی ہر اک گُل کی بو

کھڑے نہر پر قاز اور قرقرے
لئے ساتھ مُرغابیوں کے پرے

صدا قرقروں کی بطوں کا وہ شور
درختوں پہ بگلے منڈیروں پہ مور

چمن آتشِ گُل سے دہکا ہوا
ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا

صبا جو گئی ڈھیریاں کر کے بھول
پڑے ہر طرف مولسریوں کے پھول

وہ کیلوں کی اور مولسریوں کی چھاؤں
لگیں جا میں آنکھیں لئے جس کا ناؤں

خوشی سے گلوں پر سدا بلبلیں
تعشق کی آپس میں باتیں کریں

درختوں نے برگوں کے کھولے ورق
کہ لیں طوطیاں بوستاں کا سبق

سماں قمریاں دیکھ اُس آن کا
پڑھیں بابِ پنجم گلستان کا

دوا دائیاں اور مغلانیاں
پھریں ہر طرف اس میں جلوہ کناں

خواصوں کا اور لونڈیوں کا ہجوم
محل کی وہ چہلیں وہ آپس کی دھوم

تکلف کے پہنے پھریں سب لباس
رہیں رات دن شاہزادے کے پاس

کنیزانِ مہرو کی ہر طرف ریل
چنبیلی کوئی اور کوئی رائے بیل

رنگیلی کوئی اور کوئی شیام روپ
کوئی چت لگن اور کوئی کام روپ

کوئی کیتکی اور کوئی گلاب
کوئی مہر تن اور کوئی ماہتاب

کوئی سیوتی اور ہنس مکھ کوئی
کوئی دل لگن اور تن سکھ کوئی

اِدھر اور اُدھر آتیاں جاتیاں
پھریں اپنے جوبن کو دکھلاتیاں

کہیں اپنے پنجے سنوارے کوئی
اری او رسیلی پکارے کوئی

کہیں چٹکیاں اور کہیں تالیاں
کہیں قہقہے اور کہیں گالیاں

بجاتی پھرے کوئی اپنے کڑے
کہیں واہ وا اور کہیں واچھڑے

دکھاوے کوئی گوکھرو موڑ موڑ
کہیں سوت بولے کہیں تار توڑ

ادا سے کوئی بیٹھے حقے پہ
دمِ دوستی کوئی بھر بھر جئے

کوئی حوض میں جا کے غوطہ لگائے
کوئی نہر پر بیٹھی پاؤں ہلائے

کوئی اپنے طوطے کی لیوے خبر
کوئی اپنی مینا پہ رکھے نظر

کسی کو کوئی دھول مارے کہیں
کوئی جان کو اپنی وارے کہیں

کوئی آرسی اپنے آگے دھرے
ادا سے کہیں بیٹھی کنگھی کرے

مقابہ کوئی کھول مسّی لگائے
لبوں پر دھڑی کوئی اپنی جمائے

ہوا اُن گلوں سے دو بالا سماں
اُسی باغ میں تھا وہ سروِ رواں

غرض لوگ تھے جو یہ ہر کام کے
یہ سب واسطے اُس کے آرام کے

پلا وہ جب اس ناز و نعمت کے ساتھ
پدر اور مادر کی شفقت کے ساتھ

ہوئی اس کے مکتب کی شادی عیاں
ہوا پھر انھیں شادیوں کا سماں

معلم اتالیق منشی ادیب
ہر اک فن کے استاد بیٹھے قریب

کیا قاعدے سے شروع کلام
پڑھانے لگے علم اس کو تمام

دیا تھا زبس حق نے ذہن رسا
کئی سال میں علم سب پڑھ چکا

معانی و منطق بیان و ادب
پڑھا اس نے منقول و معقول سب

خبردار حکمت کے مضمون سے
غرض جو پڑھا اس نے قانون سے

لگا ہیئت ہندسہ تا نجوم
زمیں آسماں میں پڑی اس کی دھوم

کئے علم نوکِ زباں حرف حرف
اسی نحو سے اس نے کی عمر صرف

عطارد کو آنے لگی اس کی ریس
ہوا سادہ لوحی میں وہ خوشنویس

ہوا جب کہ تو خط وہ شیریں رقم
بڑھا کر لکھے سات سے نو قلم

لیا ہاتھ جب خامۂ مشک بار
لکھا نسخ و ریحان و خطِ غبار

عروس الخطوط اور ثلث و رقاع
خفی اور جلی مثل خطِ شعاع

شکستہ لکھا اور تعلیق جب
رہے دیکھ حیران اتالیق سب

کیا خط گلزار سے جب فراغ
ہوا صفحۂ قطعہ گلزار باغ

کروں علم اس کا کہاں تک عیاں
کہ ہے خوب اب مختصر یہ بیاں

کماں کے جو درپے ہوا بے نظیر
لیا کھینچ چلے میں سب فن تیر

صفائی میں سوفار پیکاں تلک
گیا جب کہ تودے پہ طوفاں کیا

رکھا چھوٹتے ہی جو لکڑی پہ تن
کیا اپنے قبضہ میں سب اس کا فن

ہوئی دست و بازو کی سرسائیاں
اڑائیں کئی ہاتھوں میں گھائیاں

رکھا موسیقی پر جو کچھ کچھ خیال
کئے قید اس نے سب ہاتھوں میں تال

طبیعت گئی کچھ جو تصویر پر
دکھے رنگ سب اس کے مدِ نظر

کئی دن میں سیکھا یہ کسب تفنگ
کہ حیراں ہوئے دیکھ اہلِ فرنگ

سوا ان کمانوں کے کتنے کمال
مروت کی خو آدمیت کی چال

رذالوں سے نفروں سے نفرت اسے
سدا قابلوں سے ہی صحبت اسے

گیا نام پر اپنے وہ دل پذیر
ہر اک فن میں سچ مچ ہوا بے نظیر